89595 ـ كسی معاملہ پر طلاق معلق كی اور اس سے كچھ استثناء كی نيت كر لی

سوال

ميں ايك عرب ملك ميں رہائش پذير ہوں، ليكن ميری بيوی اور دو بيٹياں اپنے خاندان كے ساتھ اپنے ملك ميں رہتی ہيں جہاں ميرے والد صاحب ان كی ديكھ بھال اور خيال كرتے ہيں، ميں نے ٹيلی فون پر غصہ كی حالت ميں اپنے والد صاحب سے كہا كہ (ميری بيوی كو يہ بات پہنچا ديں كہ اگر اس نے اس وقت تك يہ كام نہ كيا تو اسے طلاق ہو جائيگی) اس سے دھمكانا مراد نہ تھا بلكہ طلاق كی نيت تھی.
كچھ عرصہ بعد ميں نے ٹيلی فون كر كے دريافت كيا كہ آيا اس نے ايسا كيا ہے تو والد صاحب نے جواب ديا " نہيں " كيونكہ ميں نے اسے وہ كام نہ كرنے كا كہا اس ليے كہ بيٹيوں اور ميری والدہ كے ليے نقصاندہ تھا، تو ميں نے انہيں كہا ابو جان آپ نے تو ميری قسم توڑ دی.
يہ علم ميں رہے كہ ميں نے جو كچھ كہا تھا كہ اس فعل سے طلاق ہو جائيگی، اور اس سے عمومی طور پر نيت ميں يہ استثناء كيا تھا كہ (جو اللہ اور رسول صلی اللہ عليہ وسلم كو ناراض كرے اور قانون كے مخالف ہو اور اس پر والدين اعتراض كرتے ہوں) ليكن زبان سے ميں نے يہ نہيں كہا تھا.
اور سائل سے دريافت كيا گيا كہ: آيا اس نے والدين كے اعتراض والی چيز كا بالفعل استثناء كرنے كی نيت كی تھی ؟
تو سائل نے بتايا كہ وہ اپنے والد كے ساتھ حسن سلوك كرتا اور اس كی اطاعت كرتا ہے، اور اگر اس كے والد نے اس كلام پر اعتراض كيا ہوتا تو وہ اپنے والد كی بات تسليم كر ليتا، ليكن اس كا والد اس پر موافق تھا پھر بعد ميں اس نے اپنی رائے تبديل كر لی، اس كا حكم كيا ہو گا ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

آپ كا اپنی بيوی كے متعلق يہ كہنا كہ: " اگر اس نے ايسا نہ كيا تو اسے طلاق " يہ معلق طلاق كہلاتی ہے جمہور فقہاء كے ہاں جب شرط پائی جائے تو اسے طلاق ہو جائيگی.

ليكن بعض اہل علم كہتے ہيں كہ اگر اس سے طلاق كی نيت ہو تو پھر طلاق ہوگی، اور اگر اس سے دھمكانا مراد ہو يا پھر كسی كام كی ترغيب دلانا يا كسی كام سے روكنا مراد ہو تو يہ قسم كہلاتی ہے، اس ميں قسم كا كفارہ لازم آئيگا، اور اس ليے كہ آپ نے طلاق كی نيت كی تھی دھمكانے كی نہيں تو سب كے ہاں طلاق واقع ہو جائيگی.

دوم:

اس باب میں نیت کا اعتبار کرتے ہوئے عام لفظ خاص کیا جائیگا، اور مطلق کو مقید، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ الفاظ کے ساتھ ہو، چنانچہ اگر آپ نے اپنی بیوی سے کہا: اگر وہ ایسا نہ کرے تو اسے طلاق، اور آپ کی نیت یہ تھی کہ اگر اسے والد صاحب منع کریں تو پھر طلاق، اور والد نے اسے منع کیا، اس لیے اس نے نہ کیا تو اسے طلاق نہیں ہوگی.

یہ تو انسان اور اس کے رب کے درمیان ہے، رہا قضاء میں یعنی عدالتی فیصلہ میں کہ آیا اس کا یہ قول قبول کیا جائیگا یا نہیں تو اس میں فقہاء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ: عام لفظ کی نیت کے ساتھ تخصیص کرنا جائز اور مقبول ہے، جیسا کہ اگر کسی نے کہا میری عورتوں کو طلاق وہ اس سے کچھ بیویوں کو طلاق کی نیت رکھتا ہو تو یہ صحیح ہے، اور اس کی نیت سے الفاظ کو اس کے ارادہ پر محمول کیا جائیگا اور جس کا وہ ارادہ نہ رکھتا ہو وہ قبول کیا جائیگا.

اس کی شرط یہ ہے کہ نیت الفاظ کے ساتھ ہی ملی ہوئی ہو (یعنی جب الفاظ بولے جائیں تو نیت بھی اسی وقت ہو) لیکن اگر الفاظ کے بعد تاخیر سے نیت کی جائے اور وہ کہے: میری عورتوں کو طلاق پھر فارغ ہونے کے بعد اپنے دل میں کہے کچھ کو تو اس کی یہ نیت فائدہ مند نہیں ہوگی اور سب کو طلاق ہو جائیگی...

اور اسی طرح یہ بھی ہے کہ جب کسی نے کسی وقت یا حالت کی تخصیص کی نیت کی ہو مثلا وہ کہے: تجھے طلاق اور نیت یہ ہو کہ اگر تم گھر داخل ہوئی، یا پھر ایك ماہ بعد تو بھی اس کے قول کو قبول کیا جائیگا اور الفاظ کو نیت کے ساتھ خاص کیا جائیگا "

دیکھیں: المغنی (7 / 319).

آپ کے سوال اور پھر آپ سے دریافت کرنے پر ہمیں تو یہی ظاہر ہوا ہے کہ آپ نے اپنے والدین کو ناراض کرنے والے عمل کا استثناء نہیں کیا، بلکہ آپ نے تو یہ کہا کہ اگر میرے والد صاحب نے مجھ پر اعتراض کیا ہوتا تو میں ان کی موافقت کرتا، اور اس طرح کی چیز استثناء نہیں ہوتی، ابن قدامہ کی کلام میں بیان ہو چکا ہے کہ جب کلام سے استثناء متاخر ہو تو وہ صحیح نہیں ہوگا.

اس بنا پر یہ طلاق واقع ہو چکی ہے اگر تو یہ پہلی یا دوسری طلاق تھی تو آپ جتنی جلدی ہو سکتے عدت ختم ہونے سے قبل رجوع کر لیں.

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اور سب مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمائے.

واللہ اعلم .